

ساختیات مابعد ساختیات نظریاتی مباحث**Structuralism Post Structuralism Theoretical Discussions**

شکیل حسین،

اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ملت ایسوسی ایٹ کالج، ملتان

امتیاز احمد،

ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ ہائی سکول بوہڑ، ملتان

حماد رسول،

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

Shakeel Hussain,

Assistant Professor, Govt. Millat Associate College, Multan

Imtiaz Ahmad,

Head Master Govt. High School Bohar, Multan

Hammad Rasool,

Assistant Professor, Department of Urdu, BZU, Multan

Abstract:

"Structures, post-structures in two different but modern intellectual systems that seem to be interconnected on many ideological and spiritual levels. Structures give literary texts dignity and a scientific way to read them. Explains the code, symbols and formalities of literary texts at the earliest level. Metaphysics raises questions about text and meaning and offers a study of language and text. The new century is on its way as a cyber-century in which structural metaphysics helps to create new literary discourses by highlighting new directions and possibilities through the symbols and codes hidden in literary texts, combining metaphysics and application. Is providing".

Key Words:

Literary texts, code, symbols, text, meaning, cyber century, literary discourse.

ساختیات اور مابعد ساختیات اگرچے دو الگ اور مکمل جدید فکری نظام ہیں لیکن ان میں بہت سے اشتراکات بھی ہیں، یہ کئی معنوں میں ایک دوسرے سے جڑے نظر آتے ہیں۔ تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو ان دونوں کے نزدیک ہر چیز کے وجود میں ایسے عناصر پائے جاتے ہیں جو اس کی ضد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں ساخت پسندی کے نظریات سے آغاز کیا جاسکتا ہے۔ تاہم مستقل اور اکیسویں صدی میں درپیش ادب اور سماج کے بڑے سوالات کو جانچ رہے ہیں۔

ساختیات نے متن کی اہمیت کو بڑھایا، متن جس سے کسی مصنف کے احساسات، جذبات اور سوچ کے بارے میں پتہ چلتا ہے، مصنف کی سوچ انسان دوستی پر مبنی ہے یا اس میں روحانیت کے عناصر کارفرما ہیں۔ ساختیات نے اس بات پر زور دیا کہ مصنف اہم نہیں ہے متن اصل چیز ہے۔ لکھاری یا مصنف کوئی بھی بات یا مضمون پہلے سے موجود زبان اور اپنے ارد گرد کی دنیا سے لے کر آتا ہے۔ مصنف اپنی لکھت کے ذریعے کوئی نیا اظہار نہیں کرتے بلکہ زبان اور ثقافت کو دوبارہ سے ترتیب دیتے ہیں۔ ساختیات کا پس منظر لسانی ہے، لسانی نظام میں بولے جانے والے لفظوں کو سوئیسر نے Parole اور Langue میں تقسیم کیا۔ بولی جانے والی زبان میں قواعد اہم ہوتے ہیں۔ اگر زبان کو قواعد کے مطابق استعمال نہ کیا جائے تو پرندوں اور دیگر جانوروں کی زبان اور انسان کی زبان میں کیا فرق رہے گا۔ سوئیسر نے اس بات کی تردید کی کہ زبان محض الفاظ کا مجموعہ ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہتا ہے، اس نے الفاظ کو محض جاننے سے انکار کیا جو مختلف اشیاء کے حوالے سے ہیں اور ان سے مطابقت رکھتی ہیں۔

”سوئیسر نے الفاظ کو مخصوص اشارے قرار دیا اور ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے جسے ہم (Signifere) اشارہ کرنے والا اور (Signified) جس طرف اشارہ کیا گیا کہتے ہیں یعنی کسی چیز کی علامت کو اب ایک اشارہ سمجھا گیا اور اس اشارہ کو دو سمتوں میں یعنی اشارہ کرنے والا اور جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے سمجھا گیا ہے۔ علامت محض نظام کے اندر رہ کر اشارے کے طور پر کام کرتی ہے اور یہاں اشارہ کرنے والے اور اس اشارے کو وصول کرنے والے کے درمیان تعلق زبردستی پر مبنی ہوتا ہے۔“ [1]

اس ضمن میں ٹریفک کے نظام میں سگنل پر مختلف اشاروں پر رکنے چلنے کے حوالے سے اہم مثال موجود ہے۔ زبان کے نظام کو علامات و اشارات کے نظام سے سمجھا جاتا ہے جسے مجموعی طور پر علم الاطیات کہا جاتا ہے، ساخت پسندی کے نظریے کو بھی اسی نظریے سے وابستہ سمجھا جاتا ہے، ساخت پسندی کے نظام میں اشارے نہیں ہوتے۔ سی۔ ایس پیرس نے اس نظام میں تین اہم کڑیوں کو تلاش کیا جو اس نظام کی اساس ہیں۔ ایک Iconic جسے شبیہانہ کہا جاتا ہے اس میں کوئی علامت اپنے اصل کی طرف اشارہ کرتی ہے جیسے سڑک میں پتھر، دوسرا Indexical یعنی اشاراتی اس میں ایک علامت اپنے اندر ایک سرسری مفہوم رکھتی ہے جیسے دھواں اس بات کی علامت ہے کہ یہاں آگ موجود ہے۔ تیسری کڑی Symbolic یعنی رمزی ہے اس میں علامت کا تعلق زبردستی کا ہوتا ہے۔

ساختیات میں اولین تحقیق صوتیات پر ہونے والے کام کی توسیعی تھی، کسی بھی زبان میں صوتی اکائی ایک بامعنی آواز ہوتی ہے جس کو ہم الگ سطح پر جان سکتے ہیں کوئی بھی زبان مختلف آوازوں پر مشتمل ہوتی ہے یہ آوازیں ایک سطح پر ایک شور کی مانند ہیں اس شور میں اپنی الگ پہچان رکھنے والے اکائی ایک الگ مفہوم رکھتی ہے۔ رولاں بار تھ نے اس اصول کی طرف سب سے پہلے توجہ دلائی۔

”بارتھ اس ضمن میں دو صیغوں استعمال کرتا ہے جن کا صوتی لحاظ سے فرق واضح کرتا ہے اس میں (z) کا اظہار بول کر کیا جاتا ہے اور (s) کا اظہار نہ بول کر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بارتھ انسانی آوازوں کے مختلف درجوں ان کے فرق کو واضح کرتا ہے مثال کے طور پر Pin میں P آواز بہت واضح ہے جبکہ لفظ Spin میں P کی آواز اس قدر واضح نہیں ہے۔ یوں کسی لفظ کی ساخت میں آوازوں کی تبدیلی کی بہت اہمیت ہے۔ اسی اصول پر آوازوں کے مجموعے بنائے جاتے ہیں۔ جن میں جفت متضادات اور ثنائی مخالفتیں پائی جاتی ہیں“۔ [2]

کسی مخصوص زبان کو بولنے والے ان صوتوں کو ان جوڑوں اور اکائیوں میں آسانی سے تلاش کر لیتے ہیں جبکہ وہ لوگ جو اس زبان کو دوسری زبان کے طور پر سیکھتے ہیں ان کے نزدیک ان آوازوں کا تھوڑا سا فرق آسانی سے سمجھ میں نہیں آتا اور وہ زبان جس کو ہم نہیں جانتے ہمارے لیے محض ایک شور ہے۔

جوناقھن کیولر نے ایک راوی نامی قبیلہ کی رسوم و رواج کا جائزہ لیا، اس قبیلہ کے بعض جاندار بے تکے اصولوں کے تحت عجیب حرکات کرتے ہیں وہ اس مسئلہ کو صوتی طور پر سمجھتی ہیں اور اس کی تشکیل کر کے اسے ساخت کے طور پر سمجھتی ہیں۔ کیولر نے ان جانوروں کو ان کی خوراک جانوروں کو الگ الگ گروہوں میں تقسیم کیا اور انہیں پاک اور ناپاک میں تقسیم کر دیا۔ یوں علم البشریات کی مثال سے ظاہر ہوتا کہ ساخت پسندی کے معنی مخصوص انسانی گرائمر، صوتی ترتیب اور نحوی ترتیب کے نمونوں سے دریافت ہوتے ہیں۔ اس طرح ہم انسانی تعلقات کو بھی تسلیم شدہ نظاموں میں جانچتے ہیں اور ان کی تشریح و وضاحت کے لیے علامات کے نظام کی مدد لیتے ہیں۔ کسی بھی بات کرنے کے انداز (parole) کا انحصار اس نظام (Language) پر ہوتا ہے جو اسے استعمال کر رہا ہوتا ہے۔ اسی نظام کو سمجھنے کے لیے رولاں بارتھ نے لباس پہننے کے عمل سے سمجھا۔

جب ساختیات کا اطلاق ادب پر کیا جاتا ہے تو اس کی بنیاد لسانیات پر رکھی جاتی ہے۔ چونکہ ادب زبان کو اپنے اظہار کا وسیلہ بناتا ہے تو اس لیے ادب کی ساخت کو زبان کی ساخت کے برابر سمجھا گیا ہے۔ ادب کا تعلق زبان سے گہرا ہے یہ زبان کی خصوصیات اور فطرت کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اس ضمن میں ساخت پسندوں کا نظریہ حکایت مخصوص لسانی مماثلتوں سے فروغ پاتا ہے۔ لوک داستانوں میں جملے کو ترتیب نحوی ترتیب کے طور پر تقسیم ہوتی ہے۔ کسی لوک داستان یا کہانی کا کوئی مرکزی جملہ اس داستان کا مرکزی خیال ہو سکتا ہے۔ تو یوں اس جملے کے کردار کوئی بھی ہوں بنیادی ساخت اس جملے کی ہے۔ یوں اس جملے کی ساخت اور اس کے بیان کرنے کے انداز سے اس کہانی پر مختلف مماثلتوں سے بات کی جاسکتی ہے۔

”ادبی ساختیات 1960ء کی دہائی میں پروان چڑھی، یقینی طور پر سوسیسر کو جدید سماجیاتی لسانیات کے بانی کا اس میں مرکزی کردار ہے۔ سوسیسر نے زبان کو بطور نشانات کے دیکھا جن کا مطالعہ ”ہمہ وقت“ کیا جانا تھا۔ انہوں نے ساختیات کی زبان کی بجائے لسانی تھیوری پر اس کا اطلاق کیا کسی نشانات کی مدد سے کسی فن پارے یا ادب پارے کو سمجھ سکتے ہیں کسی قدیم قبائلی کشتی کی تصویر کو دیکھ کر اس کا ساختیاتی تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔ اس میں نشانات کو لسانی طور پر جوڑ کر معنی کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔ یعنی ساختیات چیزوں کو دوبارہ سے سوچنے کی ایک کوشش ہے“۔ [3]

سویمسر کے لسانی تصورات سے روسی ہیئت پسند متاثر ہوئے، اگرچہ ہیئت پسندی خود ساختیات نہیں ہے۔ یہ ادبی متون کو ساختیاتی سطح پر نشان زد کر کے مطالعہ کرتی ہے، یہ اشارہ کرنے والے کی طرف سے توجہ کو بٹاتی ہے اور فرق کے طور پر معنی سے تعلق نہیں رکھتی یہ زیادہ تر ساختوں کی گہرائی کے قوانین سے بحث کرتی ہے جو ادبی متون میں مضمر ہوتے ہیں۔ رومن جیکب سن روسی ہیئت پسندوں میں سے ایک تھے انہوں نے ہیئت پسندی اور ساختیات کے درمیان تعلق کو دریافت کیا، جیکب سن ماسکولنگوسٹک سرکل کا نمائندہ رکن تھا۔ جیکب سن کے اثرات جدید لسانیات کے ساتھ ساتھ ساختیات پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ جیکب سن کا اصل کام شعریات کے حوالے سے ہے۔ زبان کی شعری سرگرمی نشانات کی حیثیت کو بڑھاتی ہے اور اس کی مادی خصوصیات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ شعریات میں نشان اپنے اصل سے ہٹ جاتا ہے۔ اس کو گفتگو میں متبادل کے طور پر نہیں لیا جاسکتا۔ جیکب سن نے گفتگو کے چھ عناصر کی طرف نشاندہی کی ہے جو یوں ہیں۔ ۱۔ خطاب ۲۔ خطاب کرنے والا ۳۔ وہ پیغام جو ان دونوں کے درمیان ہے ۴۔ نشانات جس پیغام کو شعور میں بدلتے ہیں ۵۔ گفتگو کا جسمانی ذریعہ ۶۔ وہ تناظر جس سے یہ پیغام تعلق رکھتا ہے۔

جیکب سن کی ساختیات کے حوالے سے ٹیری ایگلٹن ”ادبی تھیوری ایک تعارف“ میں لکھتے ہیں:

”جیکب سن نے سویمسر کی تشبیہ اور مزاج میں قابل عمل فرق واضح کیا۔ استعارہ میں ایک نشان دوسرے کے متبادل کے طور پر کام کرتا ہے کیونکہ کہیں نہ کہیں یہ اس کے جیسا ہے، ”جذبہ“ ”شعلہ“ بن جاتا ہے، سماج میں ایک نشان کا تعلق دوسرے سے ہوتا ہے جیسے ”پر“ کا تعلق ”ہوائی جہاز“ سے ہے کیونکہ یہ اس کا حصہ ہے اور جہاز کا تعلق ”آسمان“ سے جسمانی ربط کی وجہ سے۔ ہم استعارے بنا سکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس نشانات کی ایک قطار ہے جو ”برابر“ ہیں جیسے، جذبہ، شعلہ، محبت اور اسی طرح جب ہم بولتے ہیں یا لکھتے ہیں ہم ایک جیسے ممکنہ نشانات کو منتخب کرتے ہیں اور پھر ان کو ایک ساتھ ملا کر جملہ بناتے ہیں۔ شاعری میں کیا ہوتا ہے، یہ کہ ان کو ایک ساتھ ملانے کے عمل میں اور ان کے چنناؤ کرنے میں ہم برابر الفاظ پر توجہ دیتے ہیں۔ ہم ایسے الفاظ کو ایک لڑی میں پرو دیتے ہیں جو اپنے معنی میں اور نغمگی میں ایک جیسے ہیں یا صوتی اعتبار یا کسی اور وجہ سے برابر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جیکب سن ایک معروف تعریف میں یہ کہنے میں کامیاب ہوا کہ شاعرانہ عمل برابری کے قانون کو بڑھاتا ہے اس محور سے جہاں سے ان کا انتخاب کیا گیا اور اس محور تک جہاں یہ ملے۔“ [4]

ساختیات کے عروج کا وقت پیراگ سکول آف لنگوسٹک ہے۔ جیکب سن، جان مکارووسکی، فلکس ووڈیکا اور دیگر نے ہیئت پسندی میں بدلاؤ کر کے اسے پھر سے جدید ساختیات میں تبدیل کر دیا۔ یہ بدلاؤ سویمسر کے لسانی نظام میں رہتے ہوئے لایا گیا۔ اس عہد میں بہت سی نظموں، فکشن پاروں اور تحریروں کے ساختیات مطالعات کئے گئے۔ یہاں اشارہ کرنے والے اور جس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ پیچیدہ تعلقات کے مجموعے کے ایک جگہ منظم ہونے کو دیکھا گیا اور یہ کہ ان نشانات کا مطالعہ کسی بیرونی حقیقت کی بجائے ان کے اندر ہوتا ہے اور یہ تعلق صوابدیدی ہوتا ہے جو متن کو الفاظ اور کارکردگی اشیاء سے الگ کرنے میں مدد دیتا ہے۔ چیک کے ساختیات پسندوں نے بھی کام میں ساخت کے اتحاد پر زور دیا۔ کمزور روایتی نشانات کا نظام ہمیشہ ہماری توجہ زبان کے مادی عمل کی طرف دلاتا ہے۔ پیراگ سکول کے ہی اراکین نے ہی ساختیات کے اصولوں کو سائنسی انداز میں برتا اور نئی تنقید کی راہ ہموار کی۔ کسی فن پارے میں جس قدر لسانی اقدار سے انحراف ہوگا اس کی تشریح و تجزیہ اسی انداز میں تبدیل ہوتا جائے گا۔ یہاں

ساختیات کا جمالیاتی پہلو بھی زیر بحث آیا، جمالیات کے عناصر کو ساخت کے حوالے سے کیسے شناخت کیا جاسکتا ہے پر بحث کو آگے بڑھایا گیا۔ پیراگ سکول میں ساختیات کے حوالے سے جو کام سامنے آیا وہاں ساختیات کے اصطلاح اشاراتی طور پر ہی استعمال ہوئی ہے۔ ساختیات میں قواعد و زبان اور ساخت کے حوالے سے رامن سلیڈن نے سیر حاصل بحث کی۔ نظریہ ادب کے اصولوں میں انہوں نے ساختیات کے نظام پر قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے اس بحث کے مدارج کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ ساخت سے ساختیات کے سفر میں کیا کیا تبدیلیاں آئی ہیں۔

”1960ء کی دہائی کے اواخر میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب ساخت پسندی نے ”مابعد ساخت پسندی“ (Post Structuralism) کو جنم دیا۔ بعض مبصرین کا خیال ہے کہ بعد میں آنے والی تبدیلیاں ابتدائی مرحلے (Earlier phase) میں پہلے سے ہی سمائی ہوئی تھیں۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مابعد ساخت پسندی محض ساخت پسندی کے مضمرات کا ہی مکمل طور پر احاطہ کرنا ہے۔ مگر یہ لگی بندھی یا رسمی وضاحت مکمل طور پر اطمینان بخش نہیں ہے کیونکہ یہ امر واضح ہے کہ مابعد ساخت پسندانہ نظریات ساخت پسندی کے سائنسی دعوؤں یا جواز کو کمزور کر دیتے ہیں۔ اگر ساخت پسندی انسانوں کی بنائی ہوئی علامات کی دنیا پر غلبہ پانے کی خواہش میں غیر معمولی جرات / اوصاف کی حامل تھی تو مابعد ساخت پسندی اس طرح کے دعوؤں کو سنجیدگی سے لینے سے انکاری ہو کر مضحکہ خیز اور غیر معمولی جرات / اوصاف سے عاری نظر آتی ہے۔ تاہم مابعد ساخت پسندانہ نظریات کے پیروکاروں کی جانب سے ساخت پسندانہ نظریات کا مضحکہ اڑانا خود اپنا مضحکہ اڑانے کے مترادف ہے: مابعد ساخت پسندی کے پیروکار وہ ساخت پسند ہیں جنہیں اچانک اپنی خامیاں نظر آنے لگی ہیں۔“ [5]

ادب میں یہی کام علم علامات کے تحت ہوتا ہے۔ یعنی نشانات کے ایک نظام کا مطالعہ، پس ساختیات جانچ کا ایک طریقہ ہے جو اشیا کی تمام اقسام پر لاگو ہوتا ہے۔ اسے مختلف نظاموں سے لے کر عمومی زندگی کے چھوٹے بڑے کاموں کے حوالے سے دیکھا جاسکتا ہے۔ ادبی تنقید نے ایک طویل سفر طے کرنے کے بعد یہ طے کیا کہ ادبی تنقید ساختیاتی لسانیات کی تبدیل شدہ شکل ہے۔ یہ زیادہ نظم و ضبط اور کم تاثر پسندی کے کام کو ظاہر کرتی ہے۔ ساختیاتی شاعری کے مطالعات سے یہ ادبی سائنسی حکایت کی طرف سفر کرتی ہے۔ اس ضمن میں رولاں بارتھ کا کام سامنے آتا ہے، اس نے مختلف اسطورہ کو بنیادی خیال سے انحراف کے ضمن میں دیکھا، یہ اساطیر زبان کی اقسام کی طرح تھیں جن کے اجزا کو توڑا گیا اور ان کو قواعد کی رو سے دیکھا گیا۔ ٹیری ایگلٹن نے ساختیات کا تعارف کرواتے ہوئے ان ادبی مافیا کی نشاندہی کی جو اسے بدنام کرتی ہے اس ضمن میں ادبی تھیوری میں لکھتے ہیں:

”ساختیات ادبی مافیا کو فرد واحد کی نفی کر کے بدنام کرتی ہے۔ اس کی ادب کے معاملات کی طرف طبی حرارت پیمایی رسانی اور اس کی عمومی احساس کے ساتھ واضح عدم مطابقت کی وجہ سے۔ یہ حقیقت کہ ساختیات عمومی احساس کی توہین کرتی ہے۔ یہ وہ نقطہ ہے جو ہمیشہ اس کی حمایت میں جاتا ہے، عمومی احساس عمومی طور پر چیزوں کے ایک معنی کو ظاہر کرتا ہے اور وہ معنی عمومی طور پر چیزوں کے چہروں پر لکھا ہوا واضح ہوتا ہے جس سے ہماری مڈ بھیڑ ہوتی ہے۔ دنیا اتنی ہی خوبصورت ہے جتنا ہم اس کا تصور

کرتے ہیں۔ ہمارے تصور کرنے کا یہ انداز فطری اور خود ساختہ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ سورج زمین کے گرد گھومتا ہے کیونکہ ہم ایسا ہوتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔“ [6]

ساختیات نے زبان کی حقیقتوں کو جاننے کے لیے فطرت کے قوانین کو سمجھا، ساختیات روایتی ادبی تنقید کو کئی طریقوں سے توڑتی ہے۔ جبکہ اس کے خواص اس میں شامل رہتے ہیں۔ یہاں کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں کہ کیا واقعی وہاں زبان تھی؟ اور سیاسی طاقت کی حامل زبان کا کیا؟ کیا ساختیات پسندوں کا ادبی متن کے بارے خیال بطور ایک نظام کے اپنی الگ شناخت قائم رکھ پائے گا؟ اور ادب کے بطور سماجی مشق ہونے کے نظریے کے ساتھ کیا ہوا؟ کیا ایک پیداواری قسم کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ خود بھی پیداواری ہو۔ ساختیات نے اس پیداواری کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا مگر یہ اس کی مادی حالتوں کی جانچ سے انکار کرتی ہے جس سے یہ بنی ہے۔ جب ہم ادب کے کام کو پڑھتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ایسے کام مجموعی طور پر سماج میں کس طرح کے تعلقات پیدا کرتے ہیں اسی طرح ساختیات پسندوں نے نشانات کے نظام کی بڑھتی ہوئی حالت پر زور دیا یہ بطور عناصر اتحاد کے ایک اہم کام تھا۔

ساختیات کا بعض سطحوں پر اپنے طریقہ کار میں سماج کے لیے پیچیدہ بن جانا، جو اسے محدود سطح پر قبول کرتا ہے، ایسا ہی ہمیں برطانیہ میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ انگریزی ادبی ساختیات دو طرح سے گروہوں میں تقسیم ہے، ایک طرف کے نقاد اسے تاریخ کے خاتمے کے طور پر دیکھتے ہیں دوسری طرف کے ناقدین نے اسے اس کی عظمت کے ساتھ دیکھا۔ ساختیات جو یورپ میں کئی دہائیوں تک چھائی رہی اب کم ہی فیشن میں ہے۔ لیکن ساختیات ذہنی ترقی کے لیے تمام اقوام کے لیے ایک اشتہاری منصوبہ کی طرح سے کام کرتی ہے۔ یہ تعلیمی منصوبوں کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں مدد دیتی ہے۔ یہ اخلاقیات کے بحران کو ختم ہونے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ ساختیات ادبی کام، کوڈ، نشانات، اقسام اور رسمیات کی اولین سطح پر تشریح کرتی ہے۔ مخاطبہ کے طور پر ساختیات ادبی اداروں کو تزئین نو مہیا کر رہی ہے یہ ہونے کے سبب کو زیادہ تکریم کے طور پر فراہم کر رہی ہے۔ ساختیات ایک توازن فراہم کرتی ہے ساختیات نے ادبی متون کو ایک وقار دیا اور اس توازن کو قائم رکھنے کے لیے اصول فراہم کئے۔ ادبی متون کو ان کی ساخت کے حوالے سے پڑھنے کے لیے سائنسی طریقہ کار فراہم کیا یوں ادبی تنقید میں زیادہ منظم مطالعات سامنے آئے نئی صدی میں ان سوالات کے جواب تلاش کرنے ہو گئے جو ساختیات نے اٹھائے اس طرح ایک سا بھر عہد جس میں ہم متن اور اس میں پوشیدہ نشانات اور کوڈز کے ذریعے ادب پاروں کی نئی تفہیم کو سامنے لاسکتے ہیں، ساختیات ادب کو علم کے دوسرے دھاروں سے جوڑتی ہے۔

سوئیسر نے بحث کی کہ زبان میں معنی کا مسئلہ محض تفریق ہے اور تفریق کا یہ مرحلہ زبان میں لامتناہی ہے۔ اس سوال پر بحث نے مزید سوالات اٹھائے کہ اگر زبان ایک مربوط نظام ہے تو کیا یہ ہے۔ اگر ہر نشان وہ بھی ہے جو دوسرے نشان نہیں ہیں تو ہر نشان یہ دکھاتا ہے کہ وہ افتراقات کے رشتوں سے جڑا ہے جو اپنے طاقتور اظہار میں لامتناہی ہے۔ ساخت پسند انسانوں کی بنائی ہوئی علامت کی دنیا پر غلبہ پانے کی خواہش میں غیر معمولی جرات کی حامل تھی۔ 1960ء کی دہائی کے آخر میں ساخت پسندوں کو اپنے نظریات میں خامیاں نظر آنے لگیں ان خامیوں کو دور کرنے کے بعد ساخت پسند ایک جوابی تحریک سے جڑ گئے جسے مابعد ساختیات کہا جانے لگا۔

سوئیسر کے مطابق معنی نشانات کی تقسیم کا نتیجہ ہوتے ہیں، ایک نشان ایک سگنی فائر اور ایک سگنی فائر کے درمیان سیدھی اکائی ہے، سگنی فائر ناختم ہونے والا کھیل ہے، ایک سگنی فائر مدہم طور پر ابھرتا ہے جسے کسی آئینے میں کوئی عکس، اس طرح سگنی فائر کا یہ کھیل ایک دائرے کی طرح گھومتے ہوئے جاری رہتا ہے لیکن فوری طور پر معنی صرف نشان میں موجود نہیں ہوتا اور اسے آسانی سے اخذ نہیں کیا جاسکتا یہ کبھی بھی مکمل طور پر ایک نشان

میں موجود نہیں ہوتا بلکہ ایک جھلملاتی ہوئی صورت میں ایک غیر موجودگی سے جڑا ہوتا ہے، ایک متن کو پڑھتے ہوئے بھی ہم مسلسل اسی کیفیت سے گزرتے ہیں۔ ایک جھلملاہٹ ہے مگر جو موتی ایک بار ہماری نظروں کے سامنے چمکے ہم ہر بار اسی کو نہیں دیکھ پاتے۔ معنی کبھی بھی اپنے ساتھ قابل شناخت نہیں ہوتے یہ ایک تقسیم کے عمل کا نتیجہ ہیں۔ ہمیشہ دہرائے جانے والے الفاظ کوئی خاص شناخت نہیں رکھتے۔ جو نشان بار بار سامنے آتا ہے۔ اس نشان کو دوبارہ پیدا نہیں کیا جاسکتا۔ یوں یہ جاننا ممکن ہے کہ ایک نشان کے حقیقی معنی کیا ہیں اور اس کا اصلی تناظر کیا تھا۔ کلاسیکی ساختیات نقاد اسے زبان کے اندر ایک کم مستحکم معاملہ تصور کرتے تھے۔ وہ اسے پوری حد بند یوں اور ترتیب اور سگنی فائر اور سگنی فائر کی اکائیوں میں تقسیم نہیں کرتے تھے۔ یوں کسی متن میں معنی کا تعین پیچیدگیوں پیدا کرتا تھا جس کی درست وجہ کا جاننا آسان نہیں تھا۔ ساختیات کے ضمن میں فن پاروں کا تجزیہ اور مطالعہ کو ایک محدود سطح کے طور پر دیکھا گیا۔ اس محدودیت کو مابعد ساختیات نے جنم لیا۔

مغربی فلسفے کی روایت میں زبان کی بنیاد صوتی مرکزے پر توجہ کرتی ہے۔ اس کا مرکز کسی زندہ آواز اور لکھی ہوئی تحریر کی گہری پر اسراریت پر ہے بڑے پیمانے پر ”لوگو سنٹریک“ کہیں گے۔ کسی، جوہر، موجودگی سچائی اور حقیقت کی طرح آخری لفظ کی رسائی کی طرف یقین کے ساتھ۔ ہم جو کچھ بھی بولیں گے ہماری زبان اور الفاظ کے بہاؤ میں یہی تجربہ عمل پذیر ہو گا۔ ایک ایسے نشان کی تلاش کی جاتی ہے جو دوسرے تمام نشانات کو معنی فراہم کرے۔ یعنی ایک ماورائی سگنی فائر کی تلاش جس پر سوال نہ کیا جاسکے۔ جس کے اندر تمام نشانات ایک جگہ پر موجود ہوں۔ آج کا ہمارا سماج، خاندان، جمہوریت اور نظام مملکت اسی طرح سے ہیں۔ کبھی یہ تمام معنی ایک ہی ماخذ سے اخذ ہوتے ہیں یعنی اس جگہ سے جہاں سے یہ بہتے ہیں اور تمام معنی انتہائی مربوط ہوتے ہیں۔ مابعد ساختیات متن کے ساتھ اسی طرح کی پیچیدگی کو ساتھ لے کر چلتی ہے جو مکڑی کے جالے کی طرح ہے موجود بھی اور غیر حاضر بھی ہمارے سامنے برابر بھی اور درجہ بہ درجہ الجھی ہوئی لا محدود وسعت لئے ہوئے۔

فرانسیسی فلسفی ژاک دریدا کے کام نے مابعد ساختیات کو بے حد متاثر کیا دریدانے رد تشکیل کا نظریہ پیش کیا۔ رد تشکیل اپنا ایک خاص فلسفیانہ تناظر رکھتی ہے دریدا کے ہاں معنی کا ایک مکمل نظام موجود ہے جسے پیداواری طور پر دیکھا جاسکتا ہے وہ کہیں باہر سے نہیں ابھرتا دریدا بائزی اپوزیشن کی بات کرتے ہیں ساختیات کا سارا نظام اسی بائزی اپوزیشن سے جڑا ہے۔ جس طرح آج کے سماج میں مرد ایک طاقت کا حامل ہے اور عورت اس کی دوئی ہے، اس کا وہ مخالف ہے جو اس سے ہی الگ ہوا ہے۔ جب تک یہ اختیار سختی سے قائم رہتا ہے تو سارا نظام درست طور پر کام کرتا ہے۔ اس کاروائی کا نام رد تشکیل ہے۔ ژاک دریدا اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"By the same token, to take another example, I think I understand and to a certain extent approve of what Sartre "means" in this context when he attack "writing so as not to say anything." But I would be tempted to place many conditions on what "not saying anything" might mean. An on the need to respect, in a sense, the possibility (one can speak in order "just to speak," "to say nothing," or "just to talk to somebody else," to attest to the possibility of speaking). And I would want to say something about the responsibility to say something in

order to put speech and writing and language to the test, to measure them against themselves, that is, against the other, and in the name of what is still called "thought" or "poetry" or "literature" (to say nothing of the awesome question of "meaning" and its limits)".[7]

ردِ تشکیل نے اس مرکزی نقطہ پر گرفت کی جس سے بائری اپوزیشن کے ذریعے کلاسیکل ساختیات صرف نظریات کو دیکھنے کا کام کرتی ہے وہ نظریات جن میں مقررہ حد تشکیل کی جاسکے جسے جھوٹ اور سچ کے درمیان، عقل اور دیوانگی کے درمیان۔ یہ تشکیل مابعد الطبیعیاتی علاقے میں داخل ہو جاتی ہے۔ یوں ساختیات ایک جگہ پر متعین تھی اور اپنے اندر سے بائری اپوزیشن کے ذریعے ایک متن کو نکال سکتی تھی اور ان کے کام کرنے کے متعلق کو بھی سامنے لاسکتی تھی۔ ردِ تشکیل اس بات پر بحث کرتی ہے کہ یہ بائری اپوزیشن کس طرح سے اپنے آپ کو ایک مقام منظم رکھتی ہیں، کبھی کبھار یہ الٹ بھی ہو جاتی ہیں اور دھوکا دے جاتی ہیں۔ یہ کبھی کبھار آپس میں ٹکرا بھی جاتی ہیں یعنی اس میں ہر طرح کی صورت پیدا ہونے کا امکان موجود رہتا ہے۔ یوں ردِ تشکیل معنی کے اشاراتی نظام سے جڑی ہے، متن کے معنی متعین کرنے میں جہاں مشکل پیش آتی ہے یا جہاں تضادات سے سامنا ہوتا ہے تو یہ اپنے ہی تضادات کو سامنے لے آتی ہے۔ ردِ تشکیل متن سے معنی کو برآمد کرنے اور اس کو چھوڑنے کے حوالے سے ایک الجھاؤ سے گزرتی ہے۔

"Literature being primarily a work of language, and structuralism, for its part, being preeminently a linguistic method, the most probable encounter should obviously take place on the terrain of linguistic material: sounds, from, worlds, and sentences constitute the common object of the linguist and the philologist to such in extent that it was possible, in the early enthusiasm of the Russian Formalist movement, to define literature as a mere dialect, and to envisage its study as an annex of general dialectology."[8]

رولاں بار تھ نے اپنے ابتدائی کاموں میں سگنی فائر اور سگنی فائر کے نظام کا مطالعہ اور تجزیہ پیش کیا ہے انہوں نے رومن جیکب سن اور لیوس سٹر اس کے انداز کو اپنایا۔ انہوں نے بیانیہ کی ساخت کو توڑا اور اسے حصوں میں تقسیم کیا۔ بار تھ نے نشانات کو تاریخی اور ثقافتی رسمیات کا حصہ قرار دیا، بار تھ کے نزدیک ایک صحت مند نشان وہ ہے جو اپنی خود مختاری حالات کی وجہ سے اپنی طرف توجہ کو کھینچتا ہے، وہ خود جگہ لینے کی کوشش نہیں کرتا لیکن معنی کی بھرپور ترسیل کے لیے کچھ اس طرح اظہار کرتا ہے جو اس کا اپنے آپ سے متعلق ایک مصنوعی درجے کا اظہار ہے۔ جو ایسے نشانات کو فطری تصور کرتے ہیں وہ دنیا کو ایک ہی راستے سے دیکھتے ہیں اس کے پیچھے سیاسی مقاصد ہوتے ہیں۔ بار تھ کے نزدیک زبان فطری عمل ہے اور نشان زبان کے اندر عکاسی، اظہار اور پیشکش کا کام کرتے ہیں۔ اس ضمن میں رولاں بار تھ لکھتے ہیں:

"In an article of 1967 for the Times Literary Supplement Barthes defined structuralism as a way of analysing cultural artefacts that originates in the methods of linguistics and in *Essais critiques* he explains that he has been engaged in a series of structural analyses all of which aim at defining a number of non-linguistics languages. Treating phenomena as the products of underlying systems of rules and distinctions, structuralism takes from linguistics two cardinal principles: that signifying entities do not have essences but are defined by networks of relations, both internal and external, and that to account for signifying phenomena is to describe the system of norms that makes them possible. Structural explanation does not seek historical antecedents or causes but discusses the structure and significance of particular objects or actions by relating them to the system withing which they function". [9]

مابعدِ ساختیات، متن اور معنی کے بارے میں سوالات اٹھاتی ہے اور اس خاص احساس کو پیدا کرتی ہے جو ذہن میں ساختیات سے مابعد ساختیات کے سفر کے دوران اجاگر ہوتا ہے۔ یہ سفر ایک تحریک کے طور پر سامنے آتا ہے۔ گذشتہ صدی میں ان مباحث نے ادب کو ایک نیا تناظر فراہم کیا۔ ادبی نظریے اور دبستان کو فروغ ملا۔ بارتھ نے S/Z میں ایک عمدہ مطالعہ بالزاک کے حوالے سے پیش کیا جس نے مابعد ساختیاتی مطالعے کے طور پر شہرت حاصل کی۔

"The paradox of S/Z is that its categories explicitly denigrate classic, readable literature, of which Balzac is the epitome, and yet its analysis endows a Balzacian novella with an intriguing and powerful complexity. S/Z is predicated upon a distinction between the readable and the writerly, between classic writing that complies with our expectations and avantgarde writing that we don't know how to read but must in effect compose in our reading. Declaring that the writerly is our value, S/Z nonetheless takes up a readerly story, but instead of revealing a boring predictability, the analysis opens the

story up, presenting it as an astute and resourceful reflection upon its own codes and the signifying mechanisms of its culture. Sarrasine represents the very confusion of representation, the unbridled (pandemic) circulation of signs, sexes and fortunes." [10]

1968ء کی تباہی، ناپسندی اور نئے جذبے کی پیداوار مابعد ساختیات تھی۔ ریاستی نظام کو توڑنے کے بعد مابعد ساختیات نے زبان کے نظام اور اس کی ساختوں کو توڑا۔ طلبہ تحریک اب گلیوں سے ہٹ چکی تھی۔ صاف نظر آرہا تھا ریاست ناکام ہو چکی ہے۔ اب سیاسی عمل کی صرف وہی صورتیں قابل قبول تھیں جو مقامی تھیں اور حکمت عملی سے بھرپور تھیں۔ اب طلبہ نے قیدیوں اور سماجی گروہوں کے ساتھ مل کر کام کرنا شروع کیا، وہ نظام کو دوبارہ تھے اور سماج کی جڑیں ہل رہیں تھیں۔ ایسے میں ایک ”مکمل ساخت“ جسے مابعد ساختیات ایک دشمن کے طور پر شناخت کرتی ہے، ریاست اپنے آخری سرمایہ دارانہ گٹھ جوڑ اور سٹالن کے حامی سیاست دان جنہوں نے اس ماننے کا اعادہ کیا اور اس کے اصولوں سے ایک سازشی نظام تیار کر رہے تھے، اب مابعد ساختیاتی پسندوں سے ملاپ میں پہلے اشتراکیت پسندوں کی نسل ان دونوں نظاموں سے لڑ رہی تھی جس کا بھیانک نتیجہ گوئے مالا میں خوفناک لڑائی کی صورت میں سامنے آیا۔

1960ء اور 1970ء کی دہائیوں میں سرمایہ دارانہ دنیا کو شدید جھٹکا لگا۔ کیتھولک عیسائیوں کے تہوار کی خوشی 1968ء میں شدید ممانڈ پڑ گئی۔ اس وقت ادبی مجلے "Tel Quel" سے وابستہ کچھ فرانسیسی نقاد جو مابعد ساختیاتی تھے کمیونزم کے شدید مخالف ہو گئے، اب مابعد ساختیات فرانس میں مذہبی گٹھ جوڑ سے ہم آہنگ ہو گئی اور بعد میں امریکہ میں یہ عسکری طاقتوں سے مل گئی اور یوں واحد بچ جانے والی آزادی تکثیریت کا نشان بن گئی۔ مابعد ساختیات نے دوسرا رخ اختیار کیا اور ٹاک درید اکا کام اب امریکہ میں ادارہ جاتی بندش کی نذر ہو چکا تھا امریکی سماج کے معاشی اور سیاسی مفادات کی آبیاری کر رہا تھا، یوں مابعد ساختیات نے جہاں زبان اور متن کا ایک مطالعہ پیش کیا اس کو نئی جہت اور امکان دیئے وہیں مابعد ساختیات نے سیاسی اور سماجی طور پر اثرات مرتب کئے۔ وہ مستحکم سچائیاں، معانیاتی نظام، شناختیں، رجحانات اور ایک تاریخی تسلسل کے وجود کے انکار کو تلاش کر رہی تھیں۔ سماجی اداروں کے ذریعے ہونے والا کام غیر تاریخی ہے۔ سیاسی طور پر زبان سے غافل، ڈسکورس کی سطح پر اس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ درید اور اس کے ہم خیال ناقدین کی خامیوں کو صرف بائزی اپوزیشن کو درست کے درمیان میں لا کر دیکھا جاسکتا ہے لیکن ایک بڑے پیمانے پر رائج رائے کے مطابق رد تشکیل ڈسکورس کے علاوہ ہر چیز کے وجود سے انکار کرتی ہے۔

مابعد ساختیات میں رولاں بار تھ نے متن کی ساخت اور علم الاعلامات پر کام کیا ثقافت انسانی کے تمام اشاراتی نظاموں کی وضاحت کی مختلف فن پاروں، ادب پاروں کے ساختیاتی اور مابعد ساختیاتی مطالعات پیش کئے اور نتائج اخذ کئے۔ اس کی اہم مثال ”مصنف کی موت“ مضمون ہے۔ جولیا کر سٹیوانے بار تھ کے نظریات کے الٹ اپنی بنیاد تحلیل نفسی کے نظریے پر رکھی۔ کر سٹیوانے ”شعریات“ پر بات کی اور اس کی نفسیاتی پیچیدگیوں کو موضوع بنایا۔ کر سٹیوا کے مابعد ساختیاتی کاموں میں ایک بنیادی نظریہ ایک انقلاب یا تبدیلی کے امکان کا بھی ہے انہوں نے شعور، شاعرانہ ضابطے، زبان کا استعمال، زبان کی ٹوٹ پھوٹ، جذباتیت کے حوالے سے ملارے کی شاعری کو مابعد ساختیاتی مطالعات کے لیے منتخب کیا۔ تحلیل نفسی پر لاکاں نے کام کو آگے بڑھایا۔ لاکاں نے فرائد کے نظریات کو زبان اور لاشعوری کیفیات کے ساتھ ملا کر علامتوں اور معنی کے نظام کو وضاحت سے بیان کیا لاکاں کے نزدیک کوئی اشارہ ایک تصور رکھتا ہے اور یہ اشارہ اکثر ایک علامت کے تحت پکڑ میں نہیں آتا۔ فرائد نے اسے دبی

ہوئی خواہش قرار دیا تھا یعنی لاکان ایک لاشعوری معنی کو علامتی تصورات سے واضح کرتے ہیں ان کے نظریات جدید تنقید کو آگے بڑھاتے ہیں لاکان کے کاموں پر ڈاک دریدانے لکھا اور ان پر تنقید بھی کی۔ دریدانے ساخت، علامت اور کھیل کے ذریعے کثیر المعانی نظریہ تنقید کو آگے بڑھایا ان کے کام کو مابعد ساختیاتی کہا جاتا ہے جہاں سے نئی تنقید نے جنم لیا۔

آج مابعد ساختیات ایک اہم ادبی نظریے اور نظام کے طور پر اپنا وجود رکھتی ہے۔ اکیسویں صدی میں بیسویں صدی کے وہ کام جو ابتدائی سطح پر تھے اور ایک پر جوش انداز میں دنیا کو حیرت میں ڈال رہے تھے ان کے امکانات سامنے آئے۔ ان پر دنیا بھر میں بھرپور مباحثے ہوئے اور یہ نظریات ماند پڑنے لگے۔ مابعد ساختیاتی ناقدین میں پال ڈی مین اور بیرلڈ بلدم کے کام کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے متن کو مرکزی اہمیت دی اور ادب کے میدان میں اسے تحقیقی عمل سے گزارا۔ نئی صدی نے ادبی تحریکوں کو صرف ادب تک یا کسی خاص خطے کے یا کسی خاص زبان کے ادب تک محدود نہیں رہنے دیا۔ مابعد ساختیات اب دنیا کی ہر زبان میں اپنے مطالعات کو بڑھا رہی ہے۔ اس کے اطلاقات سماجی، اور مارکسی تناظر میں مختلف نظاموں اور سیاسی و ادبی ضابطوں کا محاکمہ کر رہے ہیں۔ اس نے عسائیت اور یہودیت سے نکل کر مجموعی طور پر پر مذہب کو موضوع بنایا انسان اور اس کی زندگی کو موضوع بنایا۔ مابعد ساختیاتی نظریہ ایک تحریک بنا جس نے ادب کے علاوہ اس سیارے کی مجموعی زندگی اور سیاسی نظاموں پر اپنے گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔

حوالہ جات:

- 1- احمد سہیل، ساختیات، تاریخ، نظریہ اور تنقید (دہلی: تخلیق کار پبلشرز، 2000ء)، ص 129۔
- 2- ایضاً، ص 146۔
- 3- رامن سیلڈن، نظریہ ادب کے اصول، مترجم: اعزاز باقر (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 2012ء)، ص 76۔
- 4- ٹیری ایگلٹن، ادبی تھیوری، مترجم: منور آکاش (لاہور: نکس پبلشرز، 2019ء)، ص 20۔
- 5- رامن سیلڈن، نظریہ ادب کے اصول، ص 77۔
- 6- ٹیری ایگلٹن، ادبی تھیوری، ص 142۔
7. Jacques Derrida, "II Courait Mort: Salut", Les Temps Modernes (March-April 1996), P.45.
8. Gerard Genette, Structuralism and Literary Criticism, in Figures of Literary Discourse (New York: Columbia University Press, 1982), P.211.
9. Jonathan Culler, Barthes a very short introduction (Oxford University Press, 1983), P.65-66.
10. Ibid, P.73.

References:

1. Ahmed Suhail, Sakhtiat, Tarikh, Nazria Aur Tanqeed, (Dehli: Tekhliq Kar Publishers, 2000), P.129.
2. Ibid, P.146.
3. Ramen Selden, Nazria Adeb Kay Asool, Mutrjim: Izaz Baqer (Islamabad: Muqtdra Qumi Zuban, 2012), P.76.
4. Terry Egilton, Adbi Theory, Mutejem: Munawar Akash (Lahore: Aks Publications, 2019), P.20.
5. Ramen Selden, Nazria Adeb Kay Asool, P.77.
6. Terry Egilton, Adbi Theory, Page:142.
7. Jacques Derrida, "II Courait Mort: Salut", Les Temps Moderens (March-April 1996), P.45.
8. Gerard Genette, Structuralism and Literary Criticism, in Figures of Literary Discourse (New York: Columbia University Press, 1982), P.211.
9. Jonathan Culler, Barthes a very short introduction (Oxford University Press, 1983), P.65-66.
10. Ibid, P.73.